بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

بدعتِ حسنہ کی شرعی حیثیت!؟

مرتّبہ:

مسعود احمد صاحب

شائع کردہ

ادارہ مطبوعات اسلامیہ

۲/۱۶۲ - حسین آباد ۱ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸

فون ۶۳۲۴۱۰۴ - ۶۳۲۳۳۶۴

قیمت چار روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بدعتِ حسنہ کی شرعی حیثیت؟

بدعت کے لُغوی معنیٰ بدعت کا مادہ "بدعٌ" ہے۔ "بدعٌ" کے معنیٰ ہیں: نَو پیدا کرنا۔ ایجاد کرنا۔ "بِدعٌ" کے معنیٰ ہیں: نَو ایجاد جو کسی کی مثال پر نہ ہو۔ "بدیعٌ" اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے، اس کے معنیٰ ہیں: بے نمونہ نیا پیدا کرنے والا (منتھی الارب فی لُغات العرب) علاّمہ راغبؒ اصفہانی لکھتے ہیں " اَلْاِبْدَاعُ کے معنیٰ بغیر کسی کی تقلید کے کسی چیز کے ایجاد کرنے کے ہیں۔۔۔۔ جب اِبْدَاعٌ کا لفظ اللہ عزّ وجل کے متعلق استعمال ہو تو اُس کے معنیٰ بغیر آلہ، بغیر مادّہ، بغیر زمان و مکان کے کسی شئے کو ایجاد کرنے کے ہوتے ہیں" (مفردات القرآن) الغرض بدعت کے لُغوی معنیٰ یہ ہوئے " ایسی نئی چیز جس کا نمونہ پہلے سے موجود نہ ہو" قرآن مجید سے بھی اس معنیٰ کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (احقاف - ۹)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں رسولوں میں بدعٌ نہیں ہوں (یعنی ایسا نیا اور نرالا رسول نہیں ہوں کہ اس کا نمونہ گزشتہ رسولوں میں نہ ہو، پہلے بھی ایسے رسول آتے رہے ہیں)

بدعت کے شرعی واصطلاحی معنیٰ قرآنی اور لُغوی معنیٰ کی بنیاد پر بدعت کے شرعی معنیٰ یہ ہوئے:-

"ایسا کام جس کی مثال یا جس کا نمونہ پہلے سے شریعت یا سنّت میں موجود نہ ہو۔"

اس اصطلاحی و شرعی معنیٰ کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ (حدید ۔ ۲۷)

(نصاریٰ نے) رہبانیّت کی بدعت نکالی حالانکہ ہم نے اس رہبانیّت کو ان پر فرض نہیں کیا تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رہبانیّت پہلے سے دین میں شامل نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا تھا، بعد میں نصاریٰ نے اسے ایجاد کیا، اللہ تعالیٰ نے اس ایجاد کو بدعت کہا، لہٰذا آیت سے ثابت ہوا کہ بدعت "وہ نیا کام ہے جو پہلے سے دین میں موجود نہ ہو۔"

بدعت کے یہ شرعی و اصطلاحی معنیٰ اتنے مشہور ہوگئے کہ اہلِ لغت نے بھی اپنی کتابوں میں اسے درج کر دیا۔ منتھی الارب میں بدعت کے یہ معنیٰ لکھے ہیں:

" دین کے کمال کے بعد اس میں نئی رسم نکالنا یا رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی بات نکالنا۔"

کیا بدعت کی دو قسمیں ہیں عام طور پر مشہور ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بدعتِ حسنہ (یعنی اچھی بدعت) (۲) بدعتِ سیئہ (یعنی بُری بدعت)۔ بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کرنا عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔ عقل کے خلاف اس لحاظ سے ہے کہ بدعتِ سیئہ کا اضافہ دین میں نہیں ہوسکتا، ایسی نئی بات کوئی نہیں نکال سکتا کہ جو بُری بھی ہو اور پھر اُسے ثواب بھی سمجھا جائے۔ اور اگر کوئی نکالے بھی تو اسے کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں

تاریخ کو جُوا کھیلنا یا شراب پینا باعث ثواب ہے تو بتایئے اُسے کون تسلیم کریگا؟ لہٰذا بدعتِ سیئہ کا کوئی وجود نہیں۔

بُرا کام ہر حال میں بُرا ہے خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ اس لحاظ سے بُرے کام کے لئے نئے پرانے کی تقسیم لایعنی ہے۔ اللہ اور اُس کے رسُول کا کلام لایعنی باتوں سے پاک ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بدعت سے بُرے کام مراد لینا قطعاً صحیح نہیں اور یہ کہ بدعت کی دو قسمیں کرنا عقلاً باطل ہے۔

بدعتِ حسنہ ہی درحقیقت شرعی بدعت ہے۔ لیکن یہ مرکّب توصیفی صحیح نہیں اس لئے کہ بدعت بُرا کام ہے (جیسا کہ آگے آرہا ہے) لہٰذا کسی بُرے کام کے ساتھ حسنہ کا لفظ لگانا باطل ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک کام بُرا بھی ہو اور اچھا بھی؟

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (صحیح مسلم کتاب الجمعہ)	"ہر بدعت گمراہی ہے۔"
اِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی وقال الترمذی ھٰذا حدیث حسن صحیح)	"ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

سُنن کی مندرجہ بالا حدیث میں لفظ "مُحْدَثَةٌ" آیا ہے۔ یہ لفظ 'اِحداث' سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہیں "نیا پیدا کرنا" (منتھی الارب)، ایجاد کرنا مُحْدَث وہ چیز جو عدم سے وجود میں آئی ہو، حُدُوث کے معنیٰ ہیں، ایسی چیز کا وجود میں آنا جو پہلے نہ ہو، (مفردات القرآن) گویا "مُحْدَثَةٌ" اور "بِدْعَةٌ" ہم معنیٰ الفاظ ہیں۔

احادیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ ہر نئی بات کو بدعت کہتے ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ جب ہر بدعت گمراہی ہے تو پھر وہ کونسی بدعت رہ جاتی ہے جو گمراہی

نہیں ہے۔ لہذا نقلاً بھی بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کرنا باطل ہے۔

ایک شبہ اور اُس کا ازالہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ تراویح کو بدعتِ حسنہ کہا تھا لہذا ثابت ہوا کہ بعض بدعتیں حسنہ بھی ہوتی ہیں۔ اس شبہ کا جواب درج ذیل ہے:۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی میں تراویح کی مختلف جماعتیں ہوا کرتی تھیں (مسند احمد عن عائشہؓ) پھر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تین رات نمازِ تراویح پڑھائی، ان راتوں میں نمازِ تراویح کی ایک ہی جماعت ہوئی۔ چوتھی رات کو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ تراویح نہیں پڑھائی اور یہ فرمایا "میں نے اس اندیشہ سے نماز نہیں پڑھائی کہ کہیں تم پر لازم نہ ہو جائے۔" اس کے بعد وہی کیفیت جاری رہی۔ پھر مختلف جماعتیں ہونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں یہ صورت دیکھی تو فرمایا اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کر دوں "لکان امثل" تو بے شک یہ (سنّت کے) زیادہ مثل ہوگا۔ یہ کہہ کر انہوں نے ایک جماعت جاری کر دی، اور فرمایا:۔

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ (صحیح بخاری کتاب صلاۃ التراویح) "اچھی بدعت یہ ہوتی ہے۔"

ایک امام کے پیچھے تمام لوگوں کا نماز پڑھنا سُنّت سے ثابت تھا، حضرت عمرؓ نے "لکان امثل" کہہ کر اس کا اظہار بھی کر دیا تھا، لہذا شرعی اصطلاح میں یہ بدعت نہیں ہوئی، کیونکہ اصطلاحِ شرع میں بدعت وہ کام ہے جس کا نمونہ سُنّت میں موجود نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے بدعت کو لغوی معنیٰ میں استعمال کیا۔ ایک مسجد میں ایک ہی جماعت کا قیام متروکہ سُنّت تھی۔ حضرت عمرؓ نے اسے پھر جاری کر دیا۔ کیونکہ متروکہ سُنّت کو جاری کرنے کا فعل اس سے پہلے واقع نہیں ہوا تھا لہذا انہوں نے اس جاری

کرنے کے فعل کو لغوی اعتبار سے بدعت سے تعبیر کیا۔ جن لوگوں نے "جاری کرنے" اور "ایجاد کرنے" میں فرق نہیں کیا وہ حضرت عمرؓ کے قول سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ بدعت اچھی بھی ہوتی ہے، حالانکہ بات یہ نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے جس بدعت کو اچھا کہا وہ متروکہ سُنّت کا جاری کرنا ہے اور یہ چیز خارج از بحث ہے۔ حضرت عمرؓ نے کسی ایسے نیک کام کے ایجاد کرنے کو جس کا نمونہ پہلے سے سُنّت میں موجود نہ ہو اچھا نہیں کہا۔ لہذا حضرت عمرؓ کے قول سے اصطلاحی بدعت کی دو قسمیں ثابت نہیں ہوئیں۔ فللہ الحمد۔

نیک کام ہی بدعت ہوتا ہے اگرچہ دلائل بالا ہی سے ثابت ہو چکا ہے کہ بدعت اس نیک کام کو کہتے ہیں جو دین میں نیا نکالا جائے اور جس کا نمونہ سُنّت میں موجود نہ ہو، تاہم ذیل میں ہم اس کے مزید دلائل دیتے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (صحیح بخاری کتاب الصّلح و صحیح مسلم کتابُ الاقضیۃ)

"جس نے ہمارے اس امر میں کوئی نیا کام نکالا تو وہ نیا کام نامقبول اور مسترد کر دیا جائے گا۔"

اللہ اور اُس کے رسُول کا "امر" (یعنی حکم) دینِ اسلام ہے، لہذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ "دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ مقبول نہیں ہوگا۔"

دوسری حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ)

"جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہ ہو تو وہ عمل مسترد کر دیا جائے گا۔"

'امر' کے معنیٰ حُکم کے ہیں اور فعل کے بھی۔ جب امر کے معنیٰ حکم ہوتے ہیں تو

اس کی جمع اوامر ہوتی ہے اور جب امر کے معنیٰ کام ہوتے ہیں تو اس کی جمع امور ہوتی ہے۔ لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جس نے ایسا کوئی عمل کیا جس کی تائید میں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا حکم یا فعل نہ ہو تو وہ عمل مردود ہے، نامقبول ہے۔

بُرے کام کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بُرا کام نیا ہو یا پُرانا ہر حال میں نامقبول ہے، لہٰذا اس کے لئے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمانا کہ "وہ نامقبول ہے" کوئی معنیٰ نہیں رکھتا، اللہ اور اس کے رسُولؐ کا کلام مہمل نہیں ہوتا لہٰذا حدیث میں بدعت سے مراد بُرا کام نہیں لیا جا سکتا۔ قبول ہونے نہ ہونے کا سوال تو صرف نیک کام کے متعلق ہی ہو سکتا ہے لہٰذا اس حدیث کی رُو سے اگر کوئی بدعت قبول نہیں ہوئی تو ظاہر ہے کہ وہ بدعت نیک کام ہوگی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ وہ نیک کام جو دین میں نیا نکالا گیا ہو بدعت ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب اُنہیں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کی تفصیل بتائی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو اپنے حق میں کم سمجھا اور رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ عبادت کرنے کا ارادہ کیا۔

ایک نے کہا:۔

اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا۔ — "میں ہمیشہ تمام رات نماز پڑھا کروں گا"

دوسرے نے کہا:۔

اَنَا اَصُوْمُ الدَّھْرَ وَلَا اُفْطِرُ۔ — "میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا (دن کو) کبھی افطار نہیں کروں گا"

تیسرے نے کہا:۔

اَنَا اَعۡتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَآ اَتَزَوَّجُ اَبَدًا۔ "میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا، کبھی نکاح نہیں کروں گا" (تاکہ ہر وقت عبادت میں لگا رہوں)۔

ان لوگوں کی یہ باتیں رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوئیں، آپ اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

اَنۡتُمُ الَّذِیۡنَ قُلۡتُمۡ کَذَا وَکَذَا وَاللّٰہِ اِنِّیۡ لَاَخۡشَاکُمۡ لِلّٰہِ وَاَتۡقٰکُمۡ لَہٗ لٰکِنِّیۡ اَصُوۡمُ وَاُفۡطِرُ وَاُصَلِّیۡ وَاَرۡقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنۡ رَغِبَ عَنۡ سُنَّتِیۡ فَلَیۡسَ مِنِّیۡ (صحیح بخاری کتاب النکاح ورواہ مسلم نحوہٗ فی کتاب النکاح)

"تم ہی لوگ ہو جنہوں نے اِس اِس طرح کہا اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ متّقی ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں لہٰذا جو شخص میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ میں سے نہیں۔" (یعنی اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں)

ان تین آدمیوں نے جن کاموں کا ارادہ کیا وہ کام یقیناً نیک تھے اور خلوصِ نیت پر مبنی تھے اس کے باوجود رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خفگی کا اظہار فرمایا اور سنّت سے زائد کام کرنے سے روک دیا بلکہ سُنّت سے زیادہ کام کرنے سے اپنی بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار فرمایا! اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ ہو اگر سُنّت سے زائد ہو تو مردود ہے، اس کے کرنے سے ثواب حاصل نہ ہوگا بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوگا۔

بدعت کُفر ہے | مندرجہ بالا احدیث سے معلوم ہوا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سب سے زیادہ متقی تھے لہٰذا جو کچھ آپ نے کیا وہ تقوے کی انتہائی منزل اور

آخری حد ہے۔ اس کے آگے ضلالت وگمراہی کے حدود شروع ہو جاتے ہیں لہذا جو شخص سُنّت سے زائد کام کرتا ہے وہ گویا رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ متّقی بننا چاہتا ہے، ایسا شخص یقیناً کافر ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سُنّت سے زائد جتنے نیک کام ہیں وہ بدعت ہیں۔ ان کا کرنا کفر کی ایک قسم ہے۔ سورۂ حدید کی مذکورہ بالا آیت اور احادیثِ مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ نکلا کہ بدعت اُس نیک کام کو کہتے ہیں جو حدودِ شرعیہ اور طریقۂ مسنونہ سے آگے بڑھ جائے۔ اگرچہ سُنّت سے کم کرنا گناہ ہے لیکن سُنّت سے زیادہ کرنا نہ صرف گناہ ہے بلکہ بدعت ہے اور یہ ترکِ سُنّت سے زیادہ ہلاکت خیز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَجَعَلْنَا فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ، وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (حدید – ۲۷)

جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السّلام کی پیروی کی ہم نے اُن کے دلوں میں شفقت اور مہربانی کا جذبہ پیدا کر دیا (پھر) ان لوگوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی (انہوں نے اپنے خیال میں) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے (خود ہی ایسا کر لیا تھا) پھر جیسا اُسکو نباہنا چاہیئے تھا نباہ بھی نہ سکے، پھر جو لوگ ان (بدبختوں) میں سے ایمان لے آئے اُن کو ہم نے اُن کا اجر دیا اور اُن میں سے بہت سے فاسق ہیں۔ (رہبانیت کی بدعت پر بھی قائم رہے)۔

آیت کے پہلے حصّہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی

پیروی کرنے والوں کی تعریف کی، یہ بدعتی نہیں تھے، پھر آیت کے دوسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے پیروی کرنے والوں میں سے ان لوگوں کی مذمّت کی جو بدعت کا شکار ہو گئے تھے۔ پھر ان بدعتیوں میں سے بعض لوگوں کے ایمان لانے کا ذکر کیا، اسکا مطلب صاف ہے، کہ پہلے وہ بدعتی کافر ہو گئے تھے۔ جب بدعت چھوڑ کر تائب ہو گئے تو گویا پھر ایمان لائے، لہٰذا ثابت ہوا کہ بدعت کفر کی ایک قسم ہے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (صحیح مسلم ونسائی) "ہر بدعت گمراہی ہے اور

وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ (نسائی کتاب العیدین) ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے"

بدعت کے متعلق ضلالت کا لفظ بتا رہا ہے کہ بدعت کفر سے کسی طرح کم نہیں اس لئے کہ کسی گناہ کو ضلالت نہیں کہا جاتا، مثلاً اگر کوئی شخص چوری کرتا ہے تو اُسے گناہگار تو کہا جائے گا گمراہ نہیں کہا جائے گا۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ ..... شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا۔ "بے شک تمام اعمال میں سب سے بدتر عمل بدعات ہیں"

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ)

سب سے بدتر کام تو کفر اور شرک کے کام ہیں لہٰذا بدعت کفر اور شرک سے کسی طرح کم نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (مائدۃ - ۳) "آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا"

جب دین کامل ہو گیا تو پھر اس میں کوئی چیز شامل نہیں ہو سکتی۔ دین میں نئی چیز شامل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دین کو ناقص مانا جائے اور یہ عقیدہ کفر ہے۔

جو لوگ دین میں نئی نئی باتیں نکال رہے ہیں یا نئی نئی باتوں پر عمل کر رہے ہیں وہ دین کو ناقص ہی ثابت کر رہے ہیں۔ اُن کا بدعت پر عمل کرنا عملی کُفر ہے۔

بدعت شرک ہے دین اسلام، اللہ کا دین ہے۔ اس دین کی تمام جزئیات اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ (شوریٰ ۔۱۳) "اللہ نے تمہارے لئے دین بنایا۔"

دین میں کمی بیشی کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ بدعت کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین میں شامل نہیں ہوتی بلکہ بعد میں بڑھائی جاتی ہے لہٰذا یہ دین میں اضافہ کے مترادف ہے اور کیونکہ دین میں اضافہ کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہٰذا جو لوگ کسی بدعت کا اضافہ کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے منصب پر پہنچا دیتے ہیں، وہ شرک فی الدین یا شرک فی التشریع کے مرتکب ہونے ہیں اور جو لوگ اس بدعت پر عمل کرتے ہیں وہ گویا اس بدعت کے نکالنے والے کو دین سازی میں اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں۔ اس طرح وہ ایک اِلٰہ نہیں بلکہ کئی اللہ مانتے ہیں۔ کتنا بڑا شرک ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ۔ (شوریٰ ۔۲۱)

"کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو اُن کے لئے دین سازی کرتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ نے اسکی اجازت نہیں دی۔"

آیتِ بالا سے ثابت ہوا کہ دین سازی شرک ہے۔ دین سازی خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (زمر-۳) "خبردار، دین خالص اللہ کے لئے ہے"

بدعتی کی بدبختی قیامت کے دن حوض کوثر سے بعض لوگوں کو دور کردیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرمائیں گے کہ ان کو کس جرم میں دور کیا جارہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا۔

اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔ "آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیسی کیسی بدعتیں کی تھیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے سُحْقًا ("یہ لوگ مجھ سے) دور ہوجائیں" (صحیح مسلم ورواہ البخاری نحوہٗ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْن ہیں، اپنی امت کے گناہگاروں پر بہت مہربان ہیں، لیکن باوجود اس کے آپ بدعتیوں سے بیزار ہیں۔ آخر اسکی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں سنئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ (صحیح مسلم ورواہ البخاری نحوہٗ) "یہ دوری اُس کے لئے ہوگی جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا تھا"

بدعت سے دین بدل جاتا ہے، سنت اُٹھ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعتیوں سے بیزار ہوں گے۔

بدعت میں خیر نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ (مائدہ - ۳) "میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی"

جب نعمت پوری ہوگئی تو اب وہ کونسی نعمت رہ گئی جس کو تلاش کیا جائے؟ اگر بدعتیں نعمت ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ ان کو پہلے اپنے دین میں شامل کرکے پھر

دین کو کامل کرتا، لیکن ایسا نہیں ہوا تو پھر یہ بدعتیں جو بعض مسلمانوں نے نکال رکھی ہیں نعمت نہیں ہیں بلکہ لعنت ہیں۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اٰوٰی مُحْدِثًا ۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی) "اللہ کی لعنت ہے اُس شخص پر جو کسی بدعتی کو جگہ دے"

جب بدعتی کو جگہ دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے تو پھر بدعتی پر کس قدر لعنت ہو گی۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَیْہِ اَنْ یَّدُلَّ اُمَّتَہٗ عَلٰی خَیْرِ مَا یَعْلَمُہٗ لَھُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ) "مجھ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے اُن میں سے ہر ایک پر فرض تھا کہ اُمت کیلئے جو خیر کی بات اُسے معلوم ہے وہ اُمت کو بتا دے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیر کی جتنی باتیں تھیں وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بتا دیں، اب کوئی خیر نہیں جس کو خیر سمجھ کر نکالا جائے۔

بدعتی بے ایمان ہوتا ہے۔ مؤمنین کا اس سے کیا سلوک ہونا چاہیئے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

مَا مِنْ نَّبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّۃٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ۔ "مجھ سے پہلے جو نبی بھی اللہ نے کسی اُمّت میں مبعوث فرمایا اُس اُمّت میں اُس کے مددگار اور اصحاب ہوا کرتے تھے جو اُس کی سنّت پر عمل کرتے تھے اور اُس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اُن کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوتے تھے جو ایسی باتیں کہتے تھے

جن پر عمل نہیں کرتے تھے اور جو عمل کرتے تھے
اُن کے کرنے کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اُن ناخلف لوگوں کی دو خصوصیات تھیں۔

(۱) ان کے قول و فعل میں تضاد تھا، جیسے آجکل کے لوگ کہ اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اسلام پر عمل نہیں کرتے، اہلِ حدیث یا اہلِ سنّت ہونے پر فخر کرتے ہیں لیکن حدیث یا سُنّت پر عمل نہیں کرتے۔

(۲) ایسے عمل کرتے ہیں جن کا حکم نہیں دیا گیا یعنی جو عمل وہ کرتے تھے اُن کے دین میں اُن کا کوئی ذکر نہیں تھا، دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ وہ بدعتیں کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ سُنّت کا ترک اور بدعت پر عمل اُن کا شیوہ تھا۔ ایسے لوگوں سے ایمان والوں کو کس قسم کا سلوک رکھنا چاہیئے اس کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا الفاظ کے آگے فرمایا:۔

فَمَنْ جَاهَدَ هُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَ هُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَ هُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان)

”جو شخص ایسے لوگوں سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے، جو زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو قلب سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد تورائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا“

یہ حدیث اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص بدعتی کے خلاف قلب سے بھی جہاد نہ کرے وہ مومن نہیں، یعنی جو بدعتی کو

یا بدعت کو دل میں بھی بُرا نہ سمجھے وہ بے ایمان ہے تو بتایئے کہ جو شخص بدعت کو اچھا سمجھتا ہے اور اُس کو کرتا بھی ہے وہ کتنا بڑا بے ایمان ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعت کو بُرا نہ سمجھنا کفر ہے تو پھر اُس کو اچھا سمجھنا کیسے کفر نہ ہوگا۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مؤمنین کو بدعتیوں سے جہاد کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اُن کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بن جائیں اور اُن کو اپنا امام بنا لیں۔

اسلام اُسی چیز کا نام ہے جو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت تھی۔ جو بعد میں نکلی وہ بدعت ہے۔ اسلام قرآن و حدیث کے اندر محفوظ ہے۔ قرآن و حدیث کے باہر اسلام نہیں ملے گا۔ جماعت المسلمین کی دعوت یہی ہے کہ اُس خالص اسلام کو مانیئے جس پر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس اُمت کو چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے تھے۔ اس میں کسی کے قول و فعل فتوے اور رائے کو شامل نہ کیجیئے، اللہ کے دین کو خالص رکھیئے، اس میں کسی قسم کی آمیزش نہ کیجیئے، اتفاق و اتحاد کی یہی صورت ہے اور بس۔ نجات کا دار و مدار بھی صرف قرآن و حدیث کی اتباع پر ہے۔ آیئے ہم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور ایک ہو جائیں۔

دینِ خالص کو سمجھنے کے لئے ہماری کتابوں کا مطالعہ کیجیئے۔

شریعت میں تحریف

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(البقرہ - ۷۵)

اے ایمان والو! کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اہل کتاب تمہاری خاطر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو اللہ کا کلام سنتی ہے پھر سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتی ہے (جو لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالےٰ کے کلام میں تحریف کرتے ہوں ان سے ایمان کی توقع فضول ہے)۔

تحریف کے معنی ہیں کسی بات کو اس کی جگہ سے ہٹا دینا یا بات کو بدل دینا۔ تحریف دو قسم کی ہوتی ہے، لفظی اور معنوی۔ لفظی تحریف کا مطلب یہ ہے کہ اصل حرف، کلمہ یا جملے کی جگہ کوئی دوسرا حرف کلمہ یا جملہ لکھ دینا، تاکہ بات بدل جائے اور تحریف معنوی کا مطلب یہ ہے کہ تاویلات کے سہارے حقیقی معنی کو بدل کر اپنے مطلب اور اپنے خودساختہ عقیدے کے مطابق معنی کا جامہ پہنایا جائے۔

قرآنِ کریم کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے، اس لئے اس میں لفظی تحریف نہ ہو سکی ہے اور نہ ہوگی۔ باقی رہی تحریف معنوی تو اس کا دروازہ بند نہیں۔ تراجم اور تفاسیر کے ذریعہ قرآنی الفاظ کو ایسے معانی کا جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنا مطلب اور اپنا عقیدہ حق ثابت ہو جائے۔

علماء یہود نے اپنی کتاب و شریعت میں دونوں قسم کی تحریفات کی تھیں جس کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۔

(النساء - ۴۶)

یہودیوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو (اللہ کی) باتوں کو ان کے (اصلی) مقامات سے تبدیل کر دیتے ہیں (تاکہ معنی کو بدل دیا جائے)۔

وہ اللہ تعالےٰ کی آیات کو قصداً بے موقع اور بے محل پیش کیا کرتے تھے اپنی طرف

سے کچھ باتیں گھڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝ (البقرۃ - ۷۹)

خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھ سے کتاب (اور شریعت کی باتیں) لکھتے ہیں، پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں (ان باتوں کے لکھنے سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے) کہ ان کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں (خبردار) جو کچھ وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اس کی وجہ سے ان کے لئے بڑی خرابی ہے اور جو کچھ وہ کماتے ہیں اس کی وجہ سے بھی ان کے لئے بڑی خرابی ہے۔

اہل کتاب کے علماء شریعت کی باتیں لکھتے، اپنی طرف سے مسائل تحریر کرتے اور پھر عوام پر ظاہر کرتے کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں، حالانکہ وہ مسائل اور فتوے اللہ تعالےٰ کی طرف سے قطعاً نہیں ہوتے تھے، وہ جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکا دیتے، ان کو خوش فہمیوں میں مبتلا کرتے اور ان کے مطلب کے مسائل ان کو بتاتے۔ ایسے فتوے دیتے جن میں عوام کے لئے آسانی ہوتی، ان کو خوش کرتے، ان سے نذرانے وصول کرتے، دعوتیں کھاتے اور دنیا کے ایک قلیل و حقیر فائدہ کی خاطر خود ساختہ مسائل کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ حق بات کو ظاہر نہیں کرتے تھے مبادا ان کے عقیدت مند اُن سے متنفر نہ ہو جائیں۔ ان کی جمعیت نہ ٹوٹ جائے ان کے نذرانے نہ بند ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایسے لوگوں کی بڑی خرابی ہے جو خود ساختہ مسائل اور فتووں کو دنیاوی فائدہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جو غلط باتیں یہ لکھتے ہیں وہ بھی ان کے لئے باعث عذاب ہیں اور جو کچھ فائدے یہ ان غلط باتوں کے ذریعہ حاصل کر رہے ہیں وہ بھی ان کے لئے باعث عذاب ہیں۔

کتابت : عبدالحفیظ

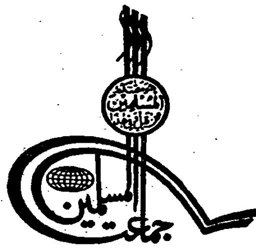
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک وتعالےٰ	.. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	.. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	.. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	.. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالےٰ سے تعلق	.. دُنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمان باللہ العظیم	.. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین



JAMAAT-UL-MUSLIMEEN [INDIA]

[Preaching pure and unadulterated Islam]

www.india.aljamaat.org

Flat #204, Saleem Masood Complex,
Nizam Colony, Toli chowki,
Hyderabad – 500 008 (A.P.)
Cell: 9246343676 / 7396620946